مناظرہ رشیدیہ

منتخب سوالات مع جوابات

کاوش: درجہ سادسہ بغدادی 2021

مرکزی جامعۃ المدینہ فیصل آباد

افادات:

استادِ محترم مولانا آصف ندیم المدنی صاحب

کمپوزر: محمد اعجاز المصطفیٰ

سوال نمبر 1: مصنف کے حالاتِ زندگی کم از کم دس سطروں میں تحریر کریں۔ نیز متن اور ماتن کا نام تحریر کریں۔

جواب: مصنف کا نام: علامہ عبد الرشید بن مصطفی بن عبد الحمید۔

نسب ومذہب: نسب کے اعتبار سے عثمانی ہیں اور مذہب حنفی اور سلسلہ کے اعتبار سے آپ چشتی ہیں۔

لقب: آپ کا لقب "شمس الحق" اور لوگوں میں قطب الا قطاب کے لقب سے مشہور تھے۔

پیدائش: آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش "10 ذوالقعدہ 1000 ہجری بمقام برونہ " میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم: اپ نے ابتداء میں قرآنِ مجید اور اور خط وکتابت کی ظاہری وباطنی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر آپ علم حدیث میں مہارت حاصل کرنے کے لیے دہلی میں تشریف لے گئے۔

تصوف کی طرف رغبت: آپ رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی طرف بہت زیادہ رغبت رکھتے تھے اور تصوف کی کثیر کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے شیخ ابن العربی کی محلِ طعن عبارتوں کے اچھے محامل (جوابات) بیان کیے۔

وفات: آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات نماز فجر کی سنتیں ادا کرنے کے بعد فرض ادا کرتے ہوئے پس آپ نے "83 سال" کی عمر پائی اور "1083 ہجری" کو وصال فرمایا۔

متن کا نام: شریفیہ

ماتن کا نام: ابو الحسن علی بن محمد علی المعراف سید شریف جرجانی

سوال نمبر 2: لفظ (اللہ) عَلَم لذاتہ ہے یا نہیں؟

جواب: لفظِ اللہ "علم " ہے اور یہ ایسی ذات کا عَلَم ہے جو واجب الوجود ہے اور تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے۔ اور عَلَم میں کثرت محال ہوتی ہے کیوں کہ یہ جزِ حقیقی ہے اور جزِ حقیقی میں کثرت نہیں ہوتی کیونکہ یہ شخصِ کے لیے ہوتی ہے لہذا لفظِ اللہ عَلَم ہے۔

لفظِ اللہ اسم نہیں ہے کیونکہ اسم کلی ہوتی ہے اور اس میں کثرت ہوتی ہے اور اللہ تبارک وتعالی کے بارے میں کثرت محال ہے۔ اور ویسے بھی کثرت توحید کے منافی ہے کیونکہ توحید کا معنی ہے "اکیلا"۔ اسی طرح اگر لفظ اللہ سے اسم مراد لے تو "لا الہ الا اللہ "کلمہ شریف درست نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس میں کثرت آئے گی حالانکہ اس سے مراد اکیلا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ لفظ اللہ عَلَم ہے اور ایسی ذات کا علم ہے جو واجب الوجود ہے اور تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔ لہذا یہ اسم نہیں ہے۔

سوال نمبر3: بحث کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں نیز یہاں پر کون سا اصطلاحی معنٰی مراد ہے؟

جواب: بحث کا لغوی معنی کریدنا اور تفتیش کرنے کے آتا ہے۔

بحث کے تین اصطلاحی معانی ہیں۔

1. ایک شے کو دوسری شے پر محمول کرنا۔

بحث کی مذکورہ تعریف یہاں اس لئے مراد نہیں ہے کہ اس صورت میں حکم ایسی چیزوں پر قائم ہو گا جو ذہن میں ہوں یا کلام میں ہوں۔

2. دلیل سے نسبتِ خبریہ ثابت کرنا۔

بحث کی مذکورہ تعریف اس لئے مراد نہیں کہ منع پر صادق نہیں آتی اور معلل کا خصم کے بغیر دلیل کو قائم کرنا لازم آتا ہے۔

3. مناظرہ

یہاں پر بحث سے مراد مناظرہ ہی ہے کیونکہ مناظرہ کا موضوع بھی بحث ہے اور بحث کا معنی مناظرہ۔ لٰہذا بحث سے مناظرہ ہی مراد ہے۔

سوال نمبر4: مناظرہ کی تعریف، موضوع، غرض بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ مناظرہ کس سے ماخوذ ہے؟

جواب: مناظرہ کی تعریف: توجه المتخاصمین فی النسبة بین الشیئین اظهارا للصواب

موضوع: الباحث عن کیفیة البحث

غرض وغایت: صیانة للذهن عن الضلالة

مناظرہ کا مأخذ: اس بارے میں دو اقوال ہیں۔

1. مناظرہ "نظیر" سے مشتق ہے اس معنی کی بنیاد پر کہ دونوں ایک ہی چیز سے مشتق ہیں۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں علم میں برابر ہوں دوسرا کم تر نہ ہو۔
2. مناظرہ "نظر" سے ماخوذ ہے اور نظر بمعنی "ابصار" ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں مناظر ایک دوسرے کو دیکھ سکیں۔

- مناظرہ "نظر بمعنی نفس کا معقولات کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں غور و فکر کرنا ہے"۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب کوئی بات کرے تو اس میں اچھی طرح غور و فکر کر لے۔
- مناظرہ نظر بمعنی انتظار ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مناظرہ کرنے والوں میں سے جب کوئی ایک بات کرے تو دوسرا پہلے کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرے درمیان میں اپنی بات نہ کرے
- مناظرہ "نظر بمعنی مقابلہ ہے" اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ دونوں آمنے سامنے ہوں۔

سوال نمبر5: مناظرہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد تحریر کریں نیز مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق کی وضاحت کریں۔

جواب: مناظرہ کی تعریف: متخاصمین کا دو چیزوں کے درمیان نسبت میں اظہارِ حق کے لیے متوجہ ہونا مناظرہ کہلاتا ہے۔

قیود کے فوائد: مناظرہ کی تعریف میں "**متخاصمین**" سے مراد ہے کہ ان میں سے ایک کا مطلب اور دوسرے کے مطلب کے مغایر ہو۔ اور "**نسبت**" سے مراد ہے جو محکوم علیہ اور محکوم کے درمیان ہو۔ اور "**اظہار الصواب**" کی قید سے مجادلہ اور مکابرہ سے احتراز ہو گیا۔

مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ میں فرق:

مجادلہ: وہ جھگڑا ہے جس میں یہ مقصود ہوتا ہے کہ مدمقابل کو الزام دیا جائے' اس میں اظہارِ حق مقصود نہیں ہوتا۔

مکابرہ: وہ جھگڑا ہے جو نہ اظہارِ حق کے لئے ہوتا ہے اور نہ ہی الزام دینے کے لیے۔

مجادلہ اور مکابرہ کے درمیان نسبت:

مجادلہ اور مقابلہ کے درمیان "**عموم و خصوص مطلق**" کی نسبت ہے۔

سوال نمبر6: مناظرہ کی تعریف پر ہونے والے اعتراض مع جواب سپردِ قلم کریں۔

جواب: مناظرہ کی اصطلاحی تعریف پر دو اعتراضات ہوئے ہیں

اعتراضِ اول: مناظرین میں سے بعض دفعہ کسی کی غرض اظہارِ حق نہیں بلکہ دوسرے کو غلط ثابت کرنا اور اس پر الزام کرنا ہوتا ہے۔ لیکن اصطلاحی تعریف میں مناظرہ کی غرض اظہارِ حق بتائی گئی ہے لہذا یہ تعریف مناظرہ کی مذکورہ بالا قسم کو شامل نہ ہونے کی وجہ سے جامع نہیں ہے

اعتراضِ دوم: دوسرا اعتراض یہ ہوا کہ بعض اوقات مناظرہ کرنے والے باطن کی صفائی میں اس انتہا کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی بات جان جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں مناظرہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ فلاسفہ میں سے اشراقین ایسا کرتے ہیں۔ تو آپ کے مناظرہ کی تعریف اس مناظرہ کو بھی شامل نہیں ہے۔

جوابِ اول: جس مناظرہ میں مناظرین میں سے کسی کی غرض دوسرے کو غلط ثابت کرنا ہو تو وہ مناظرہ کی اصطلاحی تعریف میں داخل ہی نہیں ہے۔ (یہ تو مجادلہ اور مکابرہ کے تحت داخل ہوگی) لہذا ہماری تعریف اپنے تمام افراد کو جامع ہے

دوسرا جواب: ہماری مناظرے کی تعریف میں لفظِ "توجہ" عام ہے۔ چاہے یہ توجہ دل ہی دل میں ہو یا اقوال کے ساتھ ہو۔ لہذا ہماری تعریف اشراقین کے مناظرہ کو بھی شامل ہے۔

سوال نمبر7: مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کریں اور مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ کے درمیان پائی جانے والی نسبت واضح کریں۔

جواب: **مجادلہ کی تعریف:** ھی المنازعة لا لاظہار الصواب بل لالزام الخصم

مکابرہ کی تعریف: ھی المنازعة لا لاظہار الصواب ولا لالزام الخصم ایضاً

تینوں کے درمیان نسبت: مناظرہ، مجادلہ اور مکابرہ کے درمیان "**نسبتِ تباین**" پائی جارہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی ضد ہے

سوال نمبر8: نقل کی تعریف کریں اور اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی لکھیں کہ کب تصحیح نقل طلب کرنا جائز ہے اور کب ناجائز ہے؟

جواب: **نقل کی تعریف:** **هو الاتيان بقول الغير على ماهو عليه بحسب المعنى مظهراً أنه قول الغير**

ترجمہ: غیر کے قول کو اس کے معنیٰ پر باقی رکھتے ہوئے اس بات کو ظاہر کرتے ہوئے لانا کہ یہ غیر کا قول ہے

وضاحت: غیر کے قول کو لانے میں یہ ضروری نہیں کے اس قول کے الفاظ نہ بدلیں بلکہ یہ بات ضروری ہے کہ اس کا معنی نہ بدلے اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس بات کو ظاہر کیا جائے کہ یہ غیر کا قول ہے۔ جس طرح کے ناقل کہے کہ امام اعظم نے فرمایا ہے کہ نیت وضو میں فرض نہیں ہے اور اگر غیر کے قول کو بیان کرتے ہوئے یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ غیر کا قول ہے تو وہ اقتباس ہو گا اور مدعی مقتبس ہو جائے گا

نوٹ:

اقتباس کی تعریف: غیر کے قول کو اس انداز سے نقل کرنا کہ جس سے صراحتاً، ضمناً، کنایۃً اور اشارۃً یہ ثابت نہ ہو کہ وہ غیر کا قول ہے

تصحیح نقل طلب کرنا: متخاصمین میں سے اگر کسی کو اس کی صحت اور واقع کے مطابق ہونا معلوم ہو تو دوسرے کے لیے اس قول کی تصحیح کو طلب کرنا جائز نہیں اور جاننے کے باوجود تصحیح طلب کرنا مکابرہ اور مجادلہ ہو گا اور اگر اس کی تصحیحِ نقل معلوم نہ ہو تو اب تصحیحِ نقل طلب کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر9: تصحیحِ نقل کی تعریف بیان فرمائیں نیز مصنف علیہ الرحمہ نے قاضی عضد الدین کی تعریف سے عدول کیوں کیا؟

جواب: **تصحیحِ نقل:** **هو بيان صدق نسبة ما نسب الى المنقول عنه**

قاضی عضد الدین کی تعریف سے عدول کی وجہ:

قاضی عضد الدین نے **تصحيح النقل** کی جگہ صحۃ النقل کے الفاظ استعمال فرمائے جبکہ **تصحيح النقل** کے الفاظ **صحة النقل** کے الفاظ سے زیادہ اولیٰ ہیں۔ کیونکہ **صحة النقل** سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ نقل کا صحیح ہونا۔ جبکہ مطالبہ **تصحیحِ نقل** کا ہے یعنی جو ناقل نے منقول عنہ کی طرف نسبت کی ہے وہ نفس الامر (**حقیقت**) میں بھی منقول عنہ کی طرف منسوب ہے۔

سوال نمبر10: مولانا عصام الدین نے اپنی شرح میں مدعی کی کیا تعریف کی ہے؟ اور اس سے احتراز کیوں کیا؟

جواب: **تعریف:** **هو من يفيد مطابقة النسبة للواقع**

ترجمہ: مدعی وہ ہے جو فائدہ دے کہ نسبت خبریہ واقع کے مطابق ہے۔

اعتراض: آپ کی تعریف ہر اس پر صادق آرہی ہے کہ کوئی شخص ایک جملہ بولے تاکہ اس جملے سے صدق کا فائدہ ہو۔ جبکہ بعض جملے ایسے ہوتے ہیں جس سے صدق کا دعوی نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے کہ جملہ شرطیہ کے اطراف (مقدم اور تالی)۔لہذا آپ کی تعریف دخولِ غیر سے مانع نہ ہوئی۔

اعتراض کا جواب: شارح فرماتے ہیں کہ مولانا عصام الدین کے کلام کا معنٰی یہ ہے کہ مدعی وہ ہوتا ہے جو اس بات کی خبر دے کہ نسبتِ خبریہ واقع کے مطابق ہے اور یہ جملہ میں ہوتا ہے۔ جبکہ جملہ شرطیہ کے اطراف (مقدم اور تالی) جملے کے اطراف ہوتے ہیں جملہ نہیں ہوتے۔ لہذا ہماری تعریف جامع اور مانع ہے۔

سوال نمبر 11: سائل کی تعریف کریں اور اس پر ہونے والا اعتراض مع جواب لکھیں؟

جواب: **سائل کی تعریف:** **من نصب نفسه لنفيه**

ترجمہ: جو بغیر دلیل کے حکم کی نفی کرنے کے لیے اپنے آپ کو پابند کرے۔

تعریف پر اعتراض: "**مناقض،معارض اور مانع**" کو بھی سائل کہتے ہیں۔ لیکن یہ تعریف مناقض پر تو صادق آرہی ہے۔کیونکہ مناقض دلیل کو باطل (نفی) کرتا ہے۔مانع اور معارض پر صادق نہیں آرہی کیونکہ مانع حکم کی نفی نہیں کرتا بلکہ دلیل طلب کرتا ہے۔اور معارض مدعی کی نقیض ثابت کرتا ہے

اعتراض کا جواب: کبھی کبھار سائل کا اطلاق ہر اُس پر ہوتا ہے جو مدعی کے خلاف کلام کرے۔ اب یہ عام ہے کہ وہ مانع ہو یا معارض یا ناقض ہو۔ تو لہذا کبھی دلیل کے ساتھ حکم کی نفی ہوتی ہے اور کبھی دلیل کے بغیر ہوتی ہے۔ تو اب اس طرح معارض اور مانع بھی داخل ہو جائیں گے۔یعنی مدعی جو دعوی کرے گا سائل اس کی نفی کبھی دلیل کے ساتھ کرے گا اور کبھی دلیل کے بغیر۔ اب سائل میں تینوں (**معارض،مناقض۔مانع**) داخل ہو گئے۔

سوال نمبر 12: مدعی کی تعریف کرتے ہوئے شارح نے جو وضاحت کی ہے اس کو اس طرح بیان کریں کہ اعتراض وجواب واضح ہو جائیں۔

جواب: **مدعی کی تعریف:** **من نصب نفسه لاثبات الحكم بالدليل او التنبيه**

ترجمہ: مدعی وہ ہے جو دلیل کے ساتھ یا تنبیہ کے ساتھ حکم ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو پابند کرے

تعریف پر اعتراض: مصنف نے جو تعریف کی ہے یہ دخول غیر سے مانع نہیں ہے کیونکہ یہ معارض اور مناقض پر بھی صادق آرہی ہے کیونکہ مناقض اور معارض مدعی کی دلیل اور نتیجہ کے خلاف حکم ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ عرف میں ان کو مدعی نہیں کہا جاتا۔

اعتراض کا جواب: مدعی حکم کو ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو پابند کرتا ہے۔ جیسا کہ زید کھڑا ہے اس میں زید کے کھڑے ہونے کو ثابت کیا ہے جبکہ معارض اور مناقض ثابت شدہ حکم کی نفی کر کے پھر اس نفی کو ثابت کرتے ہیں لہذا ثابت ہوا مدعی حکم کو ابتداءً ثابت کرتا ہے جبکہ معارض اور مناقض حکم کی ابتداءً نفی کرتے ہیں۔ لہذا مدعی کی تعریف دخول غیر سے مانع ہے۔

دوسرا اعتراض: آپ نے کہا تنبیہ کے ساتھ حکم ثابت ہوتا ہے جبکہ حکم تو دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے تنبیہ کو کیوں ذکر فرمایا

اعتراض کا جواب: تنبیہ بطورِ تسامح کے ہے اور اگر کوئی اس پر اعتراض کرے کہ آپ کا یہ کہنا کہ یہاں تنبیہ بطورِ تسامح ہے یہ درست نہیں کیونکہ تسامح میں ظاہری معنی تو جائز ہوتا ہے لیکن خلافِ ظاہر معنی مراد ہوتا ہے اور یہاں تو ظاہر معنی (اثباتِ حکم) بھی جائز نہیں تو ہم کہیں گے کہ تنبیہ بطور تسامح ہی ہے لیکن عمومِ مجاز کے معنی میں ہے۔ وہ یہ کہ اثبات سے مراد حکم کو مخاطب کے ذہن میں پختہ کرنا ہے اور یہ کبھی اثبات کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی اظہار کے ساتھ۔

سوال نمبر13: دعوی کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ دعوی کو اور کیا کیا نام دیا گیا ہے؟ نیز وجہ بھی بیان کریں۔

جواب: **دعوی کی تعریف:** مایشتمل علی الحکم المقصود إثباتُه

دعوی کے دیگر نام:

1. اگر دعوی یا دعوی کی دلیل پر سوال وارد ہو تو اس کو "مسئلہ" کہتے ہیں۔
2. اور اگر دعویٰ پر یا دعویٰ کی دلیل پر بحث وارد ہو تو اس کو "مبحث" کہتے ہیں۔
3. اگر دلیل سے فائدہ مقصود ہو تو اس کو "نتیجہ" کہتے ہیں۔
4. اگر نتیجہ کلی ہو تو اس کو "قاعدہ اور قانون" کہتے ہیں

سوال نمبر14: دعوی اور مطلوب میں کیا فرق ہے اور ان کے درمیان نسبت کو واضح کریں؟

جواب: **دعوی اور مطلوب میں فرق:** دعویٰ خاص ہے اور یہ صرف تصدیق پر صادق آتا ہے۔ اور مطلوب عام ہے یہ "تصور اور تصدیق" دونوں پر صادق آتا ہے۔

دونوں کے درمیان نسبت: جب دعوی صادق آئے گا تو مطلوب بھی صادق آئے گا۔ لیکن جب مطلوب صادق آئے گا تو دعوی صادق نہیں آئے گا۔ اور ان کے درمیان نسبت "عموم خصوص مطلق" پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر15: تعریف حقیقی، تعریف لفظی کی تعریف مع مثال بیان کریں۔ نیز تعریف حقیقی کی اقسام مع امثلہ اور اس پر ہونے والے اعتراض وجواب کی وضاحت کریں۔

جواب: **تعریف حقیقی:** یقصد بہ تحصیل صورتہ غیر حاصلۃ **مثال:** انسان کی تعریف کرنا حیوانِ ناطق سے

تعریف لفظی: یقصد بہ تفسیر مدلول اللفظ **مثال:** اسد کی تعریف کرنا غضنفر سے

پھر تعریف حقیقی کی دو قسمیں ہے: ا۔ بحسب الحقیقیہ ۲۔ بحسب الاسم

تعریف حقیقی بحسب الحقیقیہ: **ما یقصد بہ تحصیل صورتہ غیر حاصلة فان علم وجودھافبحسب الحقیقة**

ترجمہ: وہ تعریف کہ جس کے ذریعے ایسی صورتِ غیر حاصلہ کو حاصل کرنامقصود ہوتا ہے جسکاوجود نفس الامر میں ہوتا ہے۔

مثال: انسان کی تعریف حیوان ناطق سے

تعریف حقیقی بحسب الاسم: **یقصد بہ تحصیل صورة غیر حاصلة فان لم یعلم وجودھا فبحسب الاسم**

ترجمہ: وہ تعریف کہ جس کے ذریعے ایسی صورتِ غیر حاصلہ کو حاصل کرنامقصود ہوتا ہے جسکاوجود باعتبارِ اسم کے ہوتا ہے۔یعنی خارج میں وجود نہیں ہوتا۔

مثال: کلمہ کی تعریف کرنا **لفظ وضع لمعنی مفرد** کے ساتھ

تعریف حقیقی پر ہونے والا اعتراض مع جواب: اعتراض یہ ہوا کہ آپ نے تعریف حقیقی کی تعریف **بحسب الحقیقة** اور **بحسب الاسم** سے کی ہے جس سے **تعریف الشی الی نفسہ** اور **تعریف الشی الی غیرہ** لازم آیا جو کہ درست نہیں ہے

جواب: ہم نے جواب دیا کہ تعریف حقیقی سے مراد ہے کہ جو شے کی ماہیت کا فائدہ دے۔اب یہ عام ہے کہ وہ ماہیت موجود ہو یا نہ ہو۔اور "بحسب الحقیقہ" سے مراد ہے کہ جو حقیقی موجود شے کی معرفت کا فائدہ دے اور "بحسب الاسم" سے مراد یہ ہے کہ جو اصطلاحی اعتبار سے حقیقی شے کی معرفت کا فائدہ دے۔لہذا یہ تعریف الشیٔ الی نفسہ وغیرہ لازم نہیں آرہا۔

سوال نمبر16:ماتن نے شیخ ابن حاجب کی تعریف لفظی کی تعریف سے کیوں عدول کیا؟

جواب: **عدول کی وجہ مع اعتراض:** ابن حاجب نے "**بلفظٍ اظھرَ مرادف**" کیساتھ تعریف کی ہے۔اور مترادف تو مفرد کی صفت بنتا ہے لہذا تب وجود کی تعریف ثابت العین کیساتھ کرنادرست نہیں ہے۔اگرچہ اسکا بھی جواب ہمارے پاس موجود ہے۔

جواب: آپکا اعتراض تب ہوتا جب ہم مرکب کی ساتھ تفصیل کا قصد کرتے ہم نے تو اجمالی طور پر اور مجموعی طور پر قصد کیا ہے۔نہ کہ ہم نے تفصیلی طور پر قصد کیا ہے۔مجموعی طور پر اور اجمالی طور پر تعریف کرنا وجود کی ثابت العین سے مفرد کے منزلہ پر ہے۔اس اعتراض سے بچنے کے لیے مصنف نے ابن حاجب کی تعریف سے عدول کیا ہے۔

سوالنمبر17:دلیل کی تعریف کریں نیز دلیل کی تعریف پر ہونے والے اعتراضات مع جوابات سپر د قلم کریں۔

جواب: **دلیل کی تعریف:** **ھوالمرکب من قضیتین للتأدی الی مجھول نظری**

دلیل کی تعریف پر دو اعتراضات مع جوابات:

اعتراض اول: اعتراض یہ ہوا کہ آپ کی تعریف دلیل فاسد کو شامل نہیں ہے کیونکہ دلیل فاسد مجہول نظری تک نہیں پہنچاتی لہذا آپکی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں۔

جواب: اسکا جواب دیا کہ ہم نے دلیل کی تعریف کی ہے جس کو دو قضیوں سے مرکب کیا گیا ہو جو مجہول نظری تک پہنچائے تو جن دو قضیوں کو مجہولِ نظری تک پہنچانے کی غرض سے مرکب کیا گیا ہو تو وہ دلیل ہی ہے اگرچہ مطلوب حاصل ہو یا نہ ہو لہذا ہماری تعریف دلیلِ فاسد کو بھی شامل ہے

اعتراض دوم: اعتراض یہ ہوا کہ دلیل کی تعریف ہے "مرکب من قضیتین "یعنی جو دو قضیوں سے مرکب ہو جبکہ کبھی دلیل دو سے زائد قضیوں سے بھی مرکب ہوتی ہے لہذا آپکی یہ تعریف اس دلیل کو بھی شامل نہیں جو دو سے زائد قضیوں سے مرکب ہو۔

جواب: ہم نے جواب دیا کہ ہماری تعریف اس دلیل کو بھی شامل ہے جو دو سے زائد قضیوں سے مرکب ہو کیونکہ جو دلیل دو سے زائد قضیوں سے مرکب ہو گی اسکو دلیلان یا ادلّہ کہا جائیگا۔

سوال نمبر18: دلیل لمّی اور دلیل انّی کی تعریفات بمع امثلہ سپرد قلم کریں۔

جواب: **دلیل لمّی:** علت سے معلول کو سمجھنا دلیل لمّی کہلاتا ہے

مثال= جیسے آگ سے دھواں کو سمجھنا

دلیل انّی: معلول سے علت کو سمجھنا دلیل انّی کہلاتا ہے

مثال= جیسے دھواں سے آگ کو سمجھنا

سوال نمبر19: ترک المصنف لفظ الشیء المذکور فی کلام المتقدمین من قولھم ما یلزم من العلم بہ العلم بشیء آخر۔ مذکورہ عبارت کی وضاحت رشیدیہ کی روشنی میں تحریر کریں۔

جواب: **عبارت کی وضاحت:** مشہور تعریف میں لفظ شیء کو ذکر کیا گیا ہے لیکن مصنف نے اپنی تعریف میں لفظِ شیء کو ترک کیا ہے۔ مصنف نے اپنی تعریف میں لفظِ شیء کو اس لیے ترک کیا ہے کیونکہ مشہور تعریف جس میں لفظِ شیء ذکر ہے اس پر اعتراض وارد ہو رہا ہے۔

اعتراض: آپ کی تعریف تصور پر بھی صادق آرہی ہے حالانکہ دلیل فقط تصدیقات میں سے ہے نہ کہ تصورات میں سے تو آپ کی تعریف دخولِ غیر سے مانع؛نہ رہی۔

جواب: علم سے مراد تصدیق ہے اور معنی یہ ہو گا کہ طریقِ اکتساب پر ایک شیء کی تصدیق سے دوسری شیء کی تصدیق کا لازم آنا۔ تو ہماری تعریف دخولِ غیر سے مانع ہے۔

سوال نمبر20: تعلیل کی تعریف کریں اور اس پر ہونے والا اعتراض وجواب بیان کریں۔

جواب: **تعلیل کی تعریف:** تبیین علة الشیء

ترجمہ: کسی شیء کی علت کو بیان کرنا۔

اعتراض: **علة الشیء** سے مراد یا تو علتِ تامہ ہوگی یا علتِ ناقصہ ہوگی یا پھر علت مطلقہ ہوگئی اور یہ تینوں مراد لینا باطل ہے کیونکہ **علة الشیء** عام ہے اور عام سے خاص مراد نہیں لے سکتے کیونکہ عام کی دلالت خاص پر نہ ہی دلالت مطابقی ہوتی ہے اور نہ ہی تضمنی اور نہ ہی التزامی تو پھر علت سے کیا مراد ہے؟

جواب: علت سے مراد علتِ تامہ ہے اور علت تامہ خاص ہے اور علت عام ہے۔ عام سے خاص مراد لینا اس وقت ممنوع ہے جبکہ اس پر کوئی قرینہ موجود نہ ہو اور یہاں پر قرینہ موجود ہے اور وہ قرینہ " **تبیین** " ہے۔

سوال نمبر21: علت کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ علتِ قریبہ اور علتِ بعیدہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: **علت کی تعریف:** مایحتاج الیه الشیء فی ماهیته أو فی وجوده وجمیعه

علتِ قریبہ کی تعریف: مایحتاج الیه الشیء بلا واسطة

ترجمہ: وہ شیء جس کی طرف محتاج واسطے کے بغیر ہو

علتِ بعیدہ کی تعریف: مایحتاج الیه الشیء بواسطة

ترجمہ: وہ شیء جس کی طرف محتاج واسطے کے ساتھ ہو

سوال نمبر22: ملازمہ کی تعریف کریں اور اس کی تعریف پر ہونے والا اعتراض مع جواب لکھیں؟

جواب: **ملازمہ کی تعریف:** کون الحکم مقتضیا لآخر والاول یسمی ملزوم والثانی یسمی لازماً

اعتراض: آپ کی تعریف دو اتفاقی جملوں پر بھی صادق آرہی ہے حالانکہ دو اتفاقی جملوں میں ملازمہ نہیں ہوتا تو آپ کی تعریف دخولِ غیر سے مانع نہ رہی۔

جواب: اتفاقی جملوں میں ایک حکم دوسرے حکم کا تقاضہ نہیں کرتا حالانکہ ملازمہ میں ایک حکم دوسرے حکم کا تقاضہ کرتا ہے۔

اعتراض: آپ نے ملازمہ کو حکم (قضیہ) کے ساتھ خاص کیا ہے۔ حالانکہ ملازمہ تو مفردات میں بھی ہوتا ہے جیسے "**زوج اربعہ کیلئے**"

اس کے دو جواب ذکر کیے گئے ہیں۔

1. مناظرین کے نزدیک ملازمہ قضیوں میں بھی ہوتا ہے۔

2. جب ملازمہ مفردات میں ہوتا ہے تو وہ مفردات بھی قضایا کے حکم میں ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 23: منع کی تعریف اور اس کا دوسرا نام لکھیں نیز تعریف پر ہونے والا اعتراض و جواب بھی تحریر کریں؟

جواب: منع کی تعریف: **طلب الدلیل علی مقدمۃٍ معینۃٍ**

ترجمہ: مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا۔

منع کے دوسرے نام: منع کو "**مناقضہ**" اور "**نقضِ تفصیلی**" بھی کہا جاتا ہے۔

اعتراض: منع کی تعریف میں لفظِ "**مقدمہ**" پر "**ہ ضمیر**" تھی جو کہ دلیل کی طرف لوٹ رہی تھی۔ اصل عبارت یوں بنتی ہے "**طلب الدلیل علی مقدمتہٖ معینۃٍ**" تو تعریف میں اس ضمیر کو حذف کیوں کیا گیا؟

جواب: اس صورت میں یہ وہم ہو رہا تھا کہ مطلوبہ دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنا لازم ہے۔ حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں۔ کیونکہ جب دعویٰ ہو تو اس دعویٰ پر دلیل طلب ہوتی ہے نہ کہ دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب ہوتی ہے۔ لہٰذا اس لیے ضمیر کو حذف کر دیا گیا۔

سوال نمبر 24: ولا شک فی ان قید الحیثیات یعتبر فی التعریفات۔ یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض مع جواب تحریر فرمائیں۔

جواب: اعتراض: آپ نے کہا کہ منع مقدمہ پر وارد ہوتی ہے اور مدعیٰ بھی مقدمہ ہوتا ہے۔ تو اس پر بھی منع وارد ہوگی۔ حالانکہ مناظرین کی اصطلاح میں مدعیٰ پر منع وارد نہیں ہوتی۔

جواب: تعریفات میں لفظِ "**حیثیت**" کی قید کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ تو مقدمہ اگر اس حیثیت سے ہو کہ وہ دلیل کا جزء ہے تب تو اس پر منع وارد ہو سکتی ہے۔ اور اگر مقدمہ اس حیثیت سے ہو کہ فقط وہ "**مدعیٰ**" ہے تو اب اس پر منع وارد نہیں ہو گی

سوال نمبر 25: ثم اعلم انّ دفع سند علیٰ وجھین۔ عبارت کی اسطرح وضاحت کریں کہ دفع سند کے دونوں طریقے واضح ہو جائیں۔

جواب: دفع سند دو طریقوں سے ہوتا ہے پہلا طریقہ عبث (فضول) ہے اور دوسرا طریقہ صحیح ہے

پہلا طریقہ: منع اگر نظری ہو تو معلل مانع سے دلیل طلب کرے یہ عبث ہے۔ کیونکہ معلل پر لازم ہوتا ہے مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرے نہ یہ کہ وہ مانع سے کہے کہ اس پر دلیل دو۔

دوسرا طریقہ: مانع کی سند کو باطل کرنا یہ تب فائدہ دے گا جب سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے مساوی ہو کیونکہ متساوین میں سے ایک کی نفی سے دوسرے

کی نفی ہو جاتی۔ اگر سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض سے اخص ہو گی تو سند کو باطل کرنا فائدہ نہیں دے گا۔ کیونکہ اخص کی نفی سے اعم کی نفی نہیں ہوتی اور سند اعم ہمارے نزدیک سند ہی نہیں۔

سوالنمبر 26: مصنف نے نقض کی مشہور تعریف سے اعراض کیوں کیا وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

جواب: **نقض کی مشہور تعریف:** **ھو تخلف الحکم عن الدلیل**

مشہور تعریف سے اعراض کی وجہ: مصنف نے مشہور تعریف سے اعراض اس وجہ سے کیا کیونکہ مشہور تعریف پر اعتراضات وارد ہوتے تھے اگرچہ ان کے جوابات ممکن ہیں

اعتراض اوّل: اعتراض یہ ہوا کہ آپکی تعریف "تخلف" کو شامل ہے "لزوم محال" کو شامل نہیں حالانکہ نقض میں تخلف اور لزومِ محال دونوں پائے جاتے ہیں

جواب: ہم نے جواب دیا کہ ہماری یہاں تعریف میں "**الحکم**" سے مراد مدلول ہے اور مدلول عام ہے۔ مدلول دلیل کے مطابق نہیں پایا جائے گا یا مدلول اصلاً پایا ہی نہیں جائے گا۔ پہلی صورت میں تخلف ہے۔ اور دوسری صورت میں لزومِ محال ہے۔ لہذا مشہور تعریف پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

اعتراض دوم: نقض تو ناقض کی صفت بنتا ہے اور آپ نے حکم کی صفت بنایا ہے

جواب: ہم نے جواب دیا کہ آپکا اعتراض تو تب ہوتا جب ہم لغوی تعریف کرتے کیونکہ لغوی تعریف میں نقض ناقض کی صفت بنتا ہے۔ ہم نے یہاں اصطلاحی تعریف کی ہے لہذا آپ کا اعتراض درست نہیں۔

سوال نمبر 27: ویرد علی التعریفین أن النقض بحسب الاصطلاح قد یطلق علی معنیین آخرین۔ مذکورہ عبارت کی وضاحت کریں

جواب: یہاں سے مصنف علیہ الرحمہ ایک اعتراض مع الجواب بیان کر رہیں۔

اعتراض: اعتراض یہ ہوا کہ نقض کے دو اور معنی بھی ہیں ایک وہ نقض جو تعریفات پر جامع مانع نہ ہونے کے اعتبار سے وارد ہوتا ہے اور دوسرا منع (**نقض تفصیلی**) کو بھی نقض کہتے ہیں لہذا آپکی تعریف ان دونوں کو شامل ہے

جواب: یہاں نقض سے مراد نقضِ اجمالی ہے جو منع کے مقابلے میں آئے۔ اور تعریفات پر جو نقض وارد ہوتا ہے وہ خارج ہو جائے گا۔ کیونکہ منع سے مراد وہ ہے جو معلل کی دلیل پر وارد ہو۔ جبکہ تعریفات کے جامع ومانع نہ ہونے پر وارد ہونے والے نقض کو مجازاً نقض کہتے ہیں۔ لہذا النقض کی تعریف سے نقضِ تفصیلی اور تعریفوں پر وارد ہونے والا نقض خارج ہو گئے۔

سوال نمبر 28: معارضہ اور اس کی اقسام کی تعریفات مع امثلہ سپرد قلم کریں۔

جواب: **معارضہ کی تعریف:** **اقامۃ الدلیل علی خلاف مااقام الدلیل علیہ الخصم**

معارضہ کی اقسام:-

معارضہ کی تین اقسام ہیں

1. معارضہ بالمثل
2. معارضہ بالقلب
3. معارضہ بالغیر

معارضہ بالمثل کی تعریف: دونوں (مدعی اور معارض) کی دلیلیں صرف صورت میں متحد ہوں ۔یعنی دونوں شکلِ اول کی ضربِ واحد سے ہوں

مثال: معلل یہ کہے عالم مؤثر کی طرف محتاج ہے اور ہر وہ جو مؤثر کی طرف محتاج ہو وہ حادث ہوتا ہے۔اس پر معارض کہے "عالم مؤثر سے مستغنی ہوتا ہے اور ہر وہ جو عالم سے مستغنی ہو وہ قدیم ہوتا ہے "لہذا عالم قدیم ہے۔

معارضہ بالقلب کی تعریف: دونوں کی دلیلیں مادہ اور صورت دونوں میں متحد ہوں۔

مثال: قال الحنفی:(مسح الرأس رکن من ارکان الوضوء فلایکفی اقل مایطلق علیہ اسم المسح کغسل الوجہ)فیقول الشافعی معارضا: (المسح رکن منھا فلایقدر بالربع کغسل الوجہ)

معارضہ بالغیر: دونوں کی دلیلیں مادہ اور صورت میں مختلف ہوں۔

مثال: معلل یہ کہے عالم مؤثر کی طرف محتاج ہے اور ہر وہ جو مؤثر کی طرف محتاج ہو وہ حادث ہوتا ہے۔اس پر معارض کہے "اگر عالم حادث ہوتا تو مستغنی نہ ہوتا"لیکن عالم مستغنی ہے۔لہذا عالم قدیم ہے۔

سوال نمبر 29: ثم قیل یصدق التعریف علیٰ تعلیل المعلل۔مذکورہ عبارت میں موجود اعتراض مع جواب سپردِ قلم کریں۔

جواب: **اعتراض:** اعتراض یہ ہوا کہ معارضہ کی تعریف میں کہا کہ جو خصم کی دلیل کے خلاف دلیل قائم کرے۔حالانکہ معللِ اول (مدعی) اور معارض دونوں ایک دوسرے کے لئے خصم بھی ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف دلیل قائم کرتے ہیں۔لہذا یہ تعریف معللِ اول پر بھی صادق آرہی ہے تو آپ کی تعریف جامع ومانع نہیں ہے

جواب: مصنف کی اصطلاح میں یہ بھی معارض ہے کہ مدعی جب خصم کی دلیل کے خلاف دلیل قائم کرے تو وہ بھی معارض ہو جائے گا۔لہذا ہماری تعریف جامع ہے۔

اور ایک جواب عام محقق کی تحقیق کے مطابق ہے کہ یہ ہماری تعریف معللِ اول کو شامل نہیں کیونکہ "الخصم" میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد معللِ اول ہے جو دعوی کو ثابت کرنے والا ہونہ کہ معارض۔کیونکہ وہ تو نفی کرتا ہے۔

سوال نمبر30:بحث کے تین اجزاء لکھیں اور ان کی وضاحت کریں۔

جواب: بحث کے تین اجزاء

1) مباد
2) اوساط
3) مقاطع

مباد: ہی تعیین المدعی

وضاحت: جب مدعی دعویٰ کرے تو سائل کو چاہیے کہ اس دعوی کی تعیین کروائے کیوں کہ اگر سائل معلل سے دعوی کی تعیین نہ کروائے تو سائل کو معلوم نہیں ہو گا کہ معلم کی دلیل ثابت کرنے والی ہے یا نہیں۔

اوساط: ہی الدلیل

وضاحت: بحث کے تین اجزاء میں سے دوسرا جزء دلائل ہے۔اس کو اوساط بھی کہتے ہیں۔اوساط کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کیونکہ یہ "**تعیینِ دعویٰ اور نتیجہ**" کے درمیان ہوتے ہیں۔

مقاطع: ہی المقدمات التی ینتہی البحث الیہا من الضروریات والظنیات المسلمۃ عند الخصم

وضاحت: مناظرہ میں جب معلل کوئی دعوی کرے تو سائل اس دعوی کی تعیین کروائے

مثلا:- معلل نے کہانیت وضو میں شرط نہیں ہے تو سائل کہے کہ نیت کی تعریف کیا ہے؟وضو کی تعریف کیا ہے؟اور شرط کی تعریف کیا ہے؟جب معلل ان کی تعریفات بیان کردے گا گویا کہ دعوی متعین ہو گیا پھر اس پر دلائل دے گا تو اب جو نتیجہ نکلے تو وہ نتیجہ ایسا ہو جو کہ سائل کے نزدیک بھی مسلم ہو۔

سوال نمبر31: ثم اعلم ان المعلل مادام فی تعریف الاقوال والتحریر لایتوجہ علیہ المنع۔۔۔۔الخ۔کب منع وارد کرنا جائز ہے؟اور کب ناجائز؟تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: معلل جب تحریر واقوال کی تعریف کر رہا ہو تو منع وارد نہیں کی جاسکتی

جیسا کہ معلل کہے

امام اعظم کے نزدیک عورتوں کے زیورات میں زکوۃ واجب ہے

اور امام شافعی کے نزدیک واجب نہیں ہے۔

تواب اس پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ نے "**انھاواجبۃ**" کیوں کہا کیونکہ یہ قول دعوی کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ تو حکایت کر رھاھے۔ اور حکایت پر منع نہیں ہوسکتی۔

لیکن منع اس وقت طلب کی جائے گی جب کسی چیز کے نقل کرنے میں خطا کرے۔ اس وقت منع (**طلبِ تصحیح نقل**) درست ہوگی۔ یا کسی چیز کی تعریف کرے اور وہ تعریف جامع مانع نہ ہو تو اس وقت اس (منع) سے طرد اور عکس طلب کی جائے گی۔

سوال نمبر32: خصم کا مؤاخذہ کب تصحیح نقل اور کب دلیل سے ہوگا اور کب تنبیہ سے ہوگا؟

جواب: خصم کا مؤاخذہ تصحیح نقل سے: خصم نے اگر کوئی چیز نقل کی ہے تو اس سے "**تصحیح نقل**" طلب کی جائے

مثال کے طور پر:- ناقل کہتا ہے (امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نیت وضو میں شرط نہیں ہے) تو خصم کہے نیت کیا ہے؟ شرط کیا ہے؟ وضو کیا ہے؟

پھر ناقل ان کی تعریف کرے گا پھر اس سے تصحیحِ نقل طلب کی جائے اور اس سے کہا جائے گا کہ امام اعظم علیہ الرحمہ نے کہاں یہ قول ارشاد فرمایا ہے؟

تو ناقل کہے گا کہ اس قول کی "**ہدایہ**" میں صراحت کی گئی ہے۔

اب جب کہ ہمارے زمانے میں مجادلہ، مکابرہ اور جھوٹ پیدا ہو چکے ہیں تو ناقل کو چاہیے کہ وہ قول کتاب سے اس کو دکھا بھی دے۔

خصم کا مؤاخذہ تنبیہ سے: اگر خصم نے بدیہی خفی کا دعوی کیا ہے تو اس سے "**تنبیہ**" کے ذریعے مؤاخذہ کیا جائے گا۔

جیسے کہ اھلِ حق نے کہا:- اشیاء کی حقائق ثابت ہیں۔

تو "**سوفسطائی**" کہتا ہے کہ تم کس تنبیہ کے ساتھ یہ کہہ رہے ہو؟ تو مدعی کہے کہ ہم اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر اشیاء کی حقائق ثابت نہیں ہے تو ہم مشاہدہ کیوں کرتے ہیں یا اسلئے کہ تم (معترض) حقائق میں سے حقیقت ہو۔ اگر تم ثابت نہیں ہو تو پھر ہم سے کیوں تنبیہ طلب کرتے ہو۔

خصم کا مؤاخذہ دلیل: خصم اگر "**مجہولِ نظری**" کا دعوی کرے تو اس سے دلیل کا مؤاخذہ کیا جائے۔

جیسے: متکلم کہے "**العالم حادث**" تو فلسفی کہے "**کہ تم کس دلیل کے ذریعے کہہ رہے ہو**" تو متکلم کہے "**لأنہ متغیر وکل متغیر حادث فھو حادث**"

سوال نمبر33: فیجاب بابطال السند او باثبات المقدمته الممنوعته۔۔۔۔ الخ۔ اس عبارت کی رشیدیہ کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب: یہاں مصنف علیہ الرحمہ بتا رہے ہیں کہ مانع جو مقدمہ ممنوعہ پر منع کو وارد کرے گا یہ منع یا تو سند کے ساتھ کرے گا یا سند کے بغیر کرے گا۔

جب مانع مقدمہ ممنوعہ پر سند ذکر کر کے منع وارد کرے گا تو مانع کو جواب دیا جائے گا (فیجاب)

1. سند کو باطل کرنے کے ساتھ تساوی کو ثابت کرنے کے بعد (سند مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کے مساوی ہو) توجب مقدمہ ممنوعہ کی نقیض صحیح ہوگی تو سند بھی صحیح ہوگی اور جب نقیض باطل ہوگی تو سند بھی باطل ہو جائے گی۔لہذا مقدمہ ممنوعہ کی نقیض کو باطل کرنے کے ساتھ مانع کو جواب دیا جائے گا۔اور جب مقدمہ ممنوعہ کی نقیض باطل ہوگی تو سند بھی باطل ہو جائے گیااور ہمارا مدعیٰ (دعوی) ثابت ہو جائے گا
2. اور مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرنے کے ساتھ مانع کو جواب دیا جائے گا تو جب ہمارا مقدمہ ممنوعہ ثابت ہو گا تو آپ کا منع کرنا باطل ہو جائے گا (اس صورت میں مانع سند ذکر کرے یا نہ کرے)

سوال نمبر34: اما التنبیه فلا یتوجه علیه ذٰلک ولا یکثر نفعه۔عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب: یہاں سے مصنف یہ بیان کر رہے ہیں کہ تنبیہ پر تینوں سوال (**منع،نقض،معارضہ**) وارد کرنازیادہ نفع نہیں دیتا کیونکہ تنبیہ سے خفا کوزائل کرنا مقصود ہوتا ہے دعوٰی کو ثابت کرنا نہیں۔لہذ تنبیہ پر "**منع،نقض،معارضہ**"وارد کرنا کوئی خرابی پیدا نہیں کرتا۔

سوال نمبر35: قد یناقش ھاھنا بانه کما یفوت بالاسئلة المزکورة وما ھو المقصود۔۔۔۔۔۔۔الخ۔رشیدیہ کی روشنی اعتراض جواب لکھیں۔

جواب: **اعتراض:** دلیل سے مقصود ہوتا ہے دعوی کو ثابت کرنااور تنبیہ سے مقصود ہوتا ہے خفا کو زائل کرنا یہ تینوں سوال (منع نقض معارضہ) دلیل پر وادر ہوں تو دعوٰی ثابت نہیں ہونے دیتے اور تنبیہ پر وارد ہو تو خفازائل نہیں ہونے دیتے۔لہذا مقصود دونوں میں حاصل نہیں ہوتا پھر آپ کا یہ کہنا کہ تنبیہ پر یہ تینوں سوال وارد کرنازیادہ نفع نہیں دیتا یہ درست نہیں۔

جوابِ اعتراض: اس اعتراض کا ایک جواب یہ دیا گیا کہ مقصود اصلی دعوٰی کو ثابت کرنا ہوتا ہے خفا تو تھوڑاسا تامل کرنے سے زائل ہو جاتا ہے لہزاازالہ خفا کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

لیکن یہ جواب درست نہیں کیونکہ اس سے تو یہ ثابت ہو رہاہے کہ تنبیہ پر تینوں سوال منع نقض معارضہ وارد کرنادرست نہیں کیونکہ جو چیز ظاہر ہو اس پر سوال وارد کرنامجادلہ مکابرہ ہے۔

حالانکہ مناظرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تنبیہ پر تینوں سوال (منع نقض معارضہ) وارد ہوسکتے ہیں۔درست جواب وہی ہے جو مصنف نے کہا کہ تنبیہ پر منع نقض معارضہ وارد کرنازیادہ نفع نہیں دیتااور دلیل پر وارد کرنا زیادہ نفع دیتاہے کیونکہ دلیل سے مقصود دعوٰی ثابت کرنا ہوتا ہے

سوال نمبر36: تعریف حقیقی پر معارضہ وارد کرنے کی شرائط لکھیں۔

جواب: تعریف حقیقی پر معارضہ وارد کرنے کی تین شرائط ہیں

1. معارض معلل کی حد (تعریف) کے غیر کے ساتھ معارضہ کرے۔
2. معارض جس کے ساتھ معارضہ کرے ضروری ہے کہ وہ حد ہو۔
3. معارض جس حد کے ساتھ معارضہ کرے معلل اسے تسلیم بھی کرے۔